قادیانی اسلامی شعائر اور اسلامی اصطلاحات استعمال نہیں کر سکتے

مولانا
عبید اللہ
عفیف

س: پاکستان میں عرصہ ۱۵ سال سے قومی اسمبلی کے فیصلے کے مطابق' قادیانی غیر مسلم قرار دیئے جا چکے ہیں اور ۱۹۸۴ء میں قادیانیوں کی خلاف اسلام سرگرمیوں کو روکنے کے لیے آرڈیننس بھی نافذ ہو چکا ہے' لیکن اس کے باوجود مرزائی اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرتے ہیں اور کلمہ شریف کا استعمال کر رہے ہیں اور تمام شعائر اسلامی اور دوسری اسلامی اصطلاحیں مثلاً السلام علیکم' بسم اللہ' اذان' نماز' روزہ' حج' قربانی' علیہ السلام' رضی اللہ' امیرالمومنین اور اپنی عبادت گاہ کا نام مسجد رکھنا وغیرہ کا کثرت سے استعمال کر رہے ہیں۔ کیا قرآن و سنت اور اسلامی لٹریچر کی روشنی میں کسی غیر مسلم کو ان اسلامی اصطلاحوں کے استعمال کا حق حاصل ہے یا نہیں؟ جواب دے کر مشکور فرمائیں۔
(سائل: اللہ دتہ مجاہد' نیا بازار' قصور)

الحمد اللہ رب العالمین والصلوہ والسلام علی محمد خاتم النبیین والعاقبہ للمتقین ولا عدوان الا علی الظالمین و بعد الجواب بعون الوھاب و منہ الصدق والصواب۔

صورت مسئولۃ الجواب میں واضح باشد کہ غیر مسلم قادیانی وغیرہ کو اسلامی اصطلاحوں کے استعمال کا شرعاً ہرگز ہرگز حق حاصل نہیں۔ اور وہ ایسا کرتے ہیں تو وہ کتاب و سنت' اجماع امت اور آئین پاکستان کی خلاف ورزی کے مرتکب اور مستوجب سزا ہیں۔ چنانچہ جب ابو عامر منافق کے کہنے پر مدینہ کے منافقین نے مسجد ضرار تعمیر کر ڈالی۔ جس کی بنیاد محض ضد' کفر و نفاق' عداوت اسلام اور مخالفت خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر رکھی گئی تھی' جو بظاہر مسجد تھی مگر در حقیقت مسجد کی شکل میں اسلام دشمن کارستانیوں اور سازشوں کا مرکز تھی' تو اللہ تعالیٰ کے حکم سے حضرت جبرائیل علیہ السلام نازل ہوئے اور ان منافقین کے ناپاک عزائم اور اسلام دشمن اغراض پر مطلع کر کے مسجد ضرار کا پول کھول دیا۔ فرمایا' "اور جنہوں نے دکھ دینے کو' اور اللہ سے کفر

کرنے 'کو اور مسلمانوں میں تفریق ڈالنے کو اور اس شخص (ابو عامر نصرانی منافق) کو پناہ دینے کی نیت سے جو خدا یعنی اس کے رسول ؐ سے پہلے کئی مرتبہ لڑ چکا ہے (ان ظالموں نے ایک) مسجد بنائی ہے' حلف اٹھائے جائیں گے کہ ہمیں محض بھلائی کا خیال ہے اور اللہ تعالیٰ خود گواہی دیتا ہے کہ وہ جھوٹے ہیں تو اس مسجد میں کبھی بھی کھڑا نہ ہو جیو۔"
(سورہ التوبہ ۱۰۷۔ ۱۰۸) (ترجمہ شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ)

اس آیت شریفہ میں اس مسجد کو مسجد ضرار قرار دینے کے اللہ تعالیٰ نے چار ناپاک مقاصد بیان فرمائے ہیں۔

۱) ضرار۔ یعنی قبا کے مخلص مسلمانوں کو نقصان پہنچائیں کیونکہ مسجد قباء کی وجہ سے انہیں ایک خاص عزت حاصل ہوگئی تھی (جیسے فرمایا فیہ رجال یحبون ان یتطھروا واللہ یحب المطھرین۔ (التوبہ ۱۰۸)

۲۔ دوسرا مقصد یہ ہے کہ کفر و نفاق کی اشاعت اور اسلام کے خلاف پروپیگنڈہ کرنے کے لیے اڈا قائم کرنا۔ اس عمارت کو مسجد ضرار قرار دینے سے یہ بھی ثابت ہوا کہ نیک کاموں کا نیک ہونا مقصد و نیت پر موقوف ہے' ورنہ مسجد بنانے جیسا کام بھی کفر کی اشاعت اور اسلام کو نیچا دکھانے کے لیے ہو سکتا ہے۔ جیسے قادیانیوں کا اپنے مراکز کا نام بیت الذکر وغیرہ رکھنا۔

۳۔ تیسرا ناپاک مقصد یہ کہ و تفریقا بین المومنین۔ مسلمانوں میں تفرقہ ڈالا جائے' کیونکہ قبا کی تمام آبادی ایک ہی مسجد میں نماز پڑھتی تھی۔

۴۔ چوتھے یہ کہ اللہ و رسول ؐ کے باغی اور منافق ابو عامر نصرانی راہب کے لیے پناہ گاہ مہیا کرنا تاکہ وہ یہاں بیٹھ کر مدینہ کے منافقوں کو اسلام اور اہل اسلام کے خلاف پالیسی اور تراکیب سمجھائے وغیرہ وغیرہ۔

اور ان چاروں مقاصد پر سرسری نظر ڈالنے سے یہ ثابت ہو جاتا ہے کہ یہ سب کچھ اسلام کے خلاف بغاوت اور عداوت ہی ہے۔ لہٰذا قادیانیوں کو یہ حق قطعاً حاصل نہیں کہ وہ اپنی عبادت گاہ کا نام مسجد رکھیں اور نہ ان کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ اپنی عبادت گاہ کا نقشہ اور طرز تعمیر ہماری مسجد کے مطابق تیار کریں کہ اس سے ہماری مسجد کی توہین اور مسلمانوں کو دھوکہ دینا مقصود ہے' کیونکہ مسجد من جملہ شعائر اسلامی میں

سے ایک شعار ہے۔ لہٰذا قادیانیوں کو اس کی اجازت دینا' اس شعار کی واضح توہین اور استخفاف ہے' جسے برداشت نہیں کیا جا سکتا۔ مزید تفصیل آگے آ رہی ہے۔

قرآن مجید میں ارشاد خداوندی ہے کہ

"جو لوگ اللہ پر اور پچھلے دن یعنی دوسری زندگی پر ایمان نہیں رکھتے اور نہ اللہ اور رسول ؐ کی محرمات کو حرام جانتے ہیں اور نہ دین حق کو تسلیم کرتے ہیں یعنی اہل کتاب۔ ان سب سے لڑو' جب تک کہ وہ ماتحت ہو کر جزیہ دینا منظور نہ کریں۔" (یعنی جب محکوم رعیت بن جائیں تو ان سے جہاد کرنا ترک کر دو) (التوبہ۔ ۲۹)

اس آیت کریمہ سے روز روشن کی طرح واضح ہوا کہ عیسائیوں' یہودیوں' مرزائیوں' قادیانیوں' لاہوریوں اور دوسرے کافروں کو اسلامی ریاست میں اپنے باطل مذہب کی کھلے بندوں پرچار کرنے کی اجازت نہیں تاوقتیکہ وہ اسلام کی برتری تسلیم کر کے اس کی ماتحتی قبول کرتے ہوئے اپنی ماتحتی کا پورا پورا اعتراف کرتے ہوئے اور جزیہ دیتے ہوئے ذمی بن کر رہنا قبول نہ کر لیں' ان سے جہاد کیا جائے۔ ایسے میں قادیانیوں کو اسلامی طرز تعمیر کے مطابق مسجد بنانے کی اجازت کیوں کر دی جا سکتی ہے اور وہ اپنے عبادت خانہ کو مسجد کا نام کیوں کر دے سکتے ہیں۔

حضرت امام ابن کثیرؒ اپنی شہرہ آفاق کتاب تفسیر قرآن العظیم میں "حتی یعطوا الجزیہ عن ید وھم صاغرون" کی تفسیر میں رقم فرماتے ہیں۔

"وھم صاغرون کا مطلب یہ ہے کہ ان لوگوں (غیر مسلم مسیحوں' یہودیوں' قادیانیوں) کو خوب ذلیل و رسوا اور حقیر جانو۔ ان کو معزز جاننا شرعاً جائز نہیں اور نہ ان کو مسلمانوں پر ترجیح دینا جائز ہے کیونکہ یہ کمینے' حقیر اور بدنصیب لوگ ہیں۔ حضرت ابو ہریرہؓ کی صحیح حدیث کے مطابق ان کو سلام کرنے میں پہل کرنی بھی جائز نہیں' بلکہ ان کو تنگ راستے سے گزرنے پر مجبور کرنا چاہئے"۔ (تفسیر ابن کثیرؒ ج ۲ ص ۳۴۷)

"وھم صاغرون ایسا فصیح و بلیغ اور جامع جملہ ہے گویا کوزے میں دریا بند کرنے کے مصداق ہے' یہ جملہ کیا ہے' گویا ذمی یعنی غیر مسلم رعیت اور اقلیتوں کے لیے ایک ایسی جامع قانونی دستاویز ہے' جس میں ان کی عبادت اور پوجا پاٹ کی حدود اور اس کا طریقہ کار' مذہبی آزادی اور ان کی تبلیغ' قربانی' لباس' خوشی اور غمی کے اظہار

کی تمام حدود متعین کر دی گئی ہیں۔ اس دستاویز کی پوری پوری تفصیل آج بھی ان معاہدات میں موجود ہے جو خلفائے راشدین کے مثالی دور میں ان کے عمال اور سپہ سالار کے تحت اس دور کی غیر مسلم اقلیتوں' یہود و نصاریٰ اور مجوسیوں اور کفار سے طے پائے تھے۔ ان معاہدوں کی روشنی میں ہمارے قابل فخر فقہاء و محدثین' مفسرین' آئمہ مجتہدین اور اسلامی قوانین کے غواص علمائے اسلام نے درج ذیل قوانین مستنبط فرمائے ہیں۔

ذمی رعیت نیا عبادت خانہ تعمیر نہیں کر سکتی

(۱) قاضی ابو یوسف ؒ فرماتے ہیں: ''عیسائیوں کو نیا صومعہ اور گرجا تعمیر کرنے کی اجازت نہیں ہو گی۔ البتہ جو معاہدہ کے وقت گرجا موجود ہو گا' اس کو گرایا نہ جائے گا۔ نیا بیعہ اور کنیسہ گرا دیا جائے گا۔'' (کتاب الخراج لابی یوسف ص ۱۵۹)

(۲) امام ابو الحسن علی بن الماوردی ؒ (المتوفی ۴۵۰ھ) رقم فرماتے ہیں: ''اہل ذمہ کے لیے جائز نہیں کہ وہ دار السلام میں نیا بیعہ یا کنیسہ تعمیر کریں۔ اس کی ان کو شرعاً اجازت نہیں۔ اگر وہ کوئی نیا بیعہ یا کنیسہ تعمیر کریں گے تو اس کو گرا دیا جائے گا۔'' (الاحکام السلطانیہ ص ۱۴۶)

(۳) امام ابو زکریا محی الدین یحییٰ بن شرف النووی شافعی ؒ (المتوفی ۶۷۶ھ) تصریح فرماتے ہیں: ''مسلمانوں کے شہروں میں ذمیوں کو کنائس' بیعے اور صومعے بنانے کی اجازت نہیں' کیونکہ ترجمان القرآن حضرت عبداللہ بن عباس ؓ نے فرمایا کہ جس شہر کو نئے سرے سے مسلمان آباد کریں' اس میں غیر مسلم اقلیتوں کو گرجا وغیرہ بنانے کا حق نہیں۔'' (شرح المہذب جلد ۱۹ ص ۴۱۲ طبع دار الفکر)

(۴) قاضی ابو یعلی حنبلی ؒ (المتوفی ۴۵۸ھ) رقم فرماتے ہیں: ولا یجوز ان یحدثوا فی دار الاسلام بیعۃ و کنیسۃ فان احدثوھا ھدمت علیھم (الاحکام السلطانیہ ص ۱۴۲) اس کا ترجمہ پہلے گزر چکا ہے۔

(۵) امام محمد قدامہ ؒ حنبلی ؒ لکھتے ہیں: ''جزیرہ کے ذمیوں نے حضرت عبدالرحمٰن

بن غنم رضی اللہ عنہ سے جو معاہدہ کیا تھا' اس میں یہ شرط بھی تھی کہ آج کے بعد ہم اپنے شہر میں نہ تو کوئی کنیسہ تعمیر کریں گے اور نہ دیر اور نہ قلایہ اور نہ کسی راہب کے لیے نیا صومعہ بنائیں گے اور ان میں سے جو گر جائے گا' اس کو دوبارہ تعمیر نہیں کریں گے اور اس طرح جو گرجا وغیرہ مسلم آبادی میں ہوگا' اس کو بھی دوبارہ نہیں بنائیں گے۔ ہم اپنے گرجاؤں کو مسلمانوں کے لیے رات دن کھلے رکھیں گے اور اسی طرح گزرنے والوں اور مسافروں کے لیے ان کے دروازے وسیع رکھیں گے تاکہ وہ ان میں آرام کر سکیں' نہ ہم ان گرجاؤں اور اپنے گھروں میں کسی جاسوس کو ٹھہرائیں گے۔"
(المغنی لابن قدامۃ ج۹' ص ۲۸۲)

(۶) امام ابن قیمؒ فرماتے ہیں: حضرت عمر فاروقؓ کے عامل حضرت عبدالرحمن بن غنمؓ سے جزیرہ کے عیسائیوں نے از خود جو معاہدہ کیا تھا' اس میں یہ بھی تھا۔ ان

شرطنا لک علی انفسنا ان لانحدث فی مدینتنا کنیستہ ولا فیما حولھا دیرا ولا قلایتہ ولا صومعتہ راھب ولا نجدد ما خرب من کنسائسنا۔ (حقوق اہل الذمہ ج۲' ص ۶۸۹' ۶۶۰ تحقیق الدکتور صبحی صالح طبع دمشق) ترجمہ اس کا اوپر ابن قدامہؒ کی عبارت میں آچکا ہے۔

ان آئمہ کرام اور ماہرین قوانین اسلام کی ان تصریحات سے ثابت ہوا ہے کہ عیسائیوں اور یہودیوں کو جب کہ وہ اہل کتاب بھی ہیں' کسی مسلم ممالک میں نئے گرجے اور عبادت خانے تعمیر کرنے کی اسلام اجازت نہیں دیتا اور جو گر جائے اس کی تجدید بھی جائز نہیں جیسا کہ حضرت فاروق اعظمؓ نے فرمایا: "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' کہ دارالاسلام میں گرجا وغیرہ بنانا جائز نہیں اور اسی طرح اگر پہلے کا بنا ہوا گرجا وغیرہ گر جائے تو اس کی تجدید بھی جائز نہیں۔ (شرح المہذب ج۱۹' ص ۴۱۳)

جب اہل کتاب عیسائیوں اور یہودیوں کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دارالاسلام میں گرجے اور صومعے تعمیر کرنے کی اجازت نہیں دی' حالانکہ وہ اہل کتاب ہیں تو پھر قادیانی' مرتدوں اور کافروں کو دارالاسلام اور مسلمان ملک میں مسجد کے نام سے عبادت خانہ بنانے کی اجازت کیوں کر دی جا سکتی ہے۔ اور وہ اپنے مذہبی مرکز کو مسجد کے نام سے کیوں کر پکار سکتے ہیں؟

مسلمانوں کی طرح عید اور قربانی کی اجازت نہیں

"ذمیوں یعنی عیسائیوں' یہودیوں (اور آج کے قادیانیوں) کو منکر (خلاف اسلام کوئی کام) اور عید منانے اور صلیب پہن کر بازار میں نکلنے سے روک دینا ہوگا۔ (شرح المہذب ج۱۹' ص ۴۱۱)

(۲) شوافع کا مذہب بھی یہی ہے کہ "غیر مسلم اقلیتوں کو کھلم کھلا شراب پینے' بازار میں خنزیر لے کر نکلنے' صلیب پہن کر بازار میں آنے اور عیدوں کے برملا منانے اور اپنے مردوں پر ماتم کرنے سے روک دیا جائے۔" کیوں کہ حضرت عبدالرحمٰن بن غنمؓ کے معاہدہ میں ان چیزوں پر پابندی لگائی گئی ہے۔ یاد رہے کہ یہ وہ پابندی ہے جو حضرت فاروق اعظمؓ کی ہدایت کے مطابق لگائی گئی تھی۔ جیسا کہ ابن کثیر کی تفسیر ج ۲ ص ۳۴۷ پر اس کی صراحت موجود ہے۔ (شرح المذہب ج۱۹ ص ۴۱۱)

(۳) امام بن قیمؒ لکھتے ہیں: کہ "اس معاہدہ میں یہ بھی تھا کہ ہم ذمی لوگ بعوث (ان کی عید کا نام) کے لیے کھلے میدان میں نہیں نکلیں گے جیسے مسلمان عید قربان اور عید الفطر پڑھنے کے لیئے کھلے میدان میں آتے ہیں۔" جس سے شوکت اسلام کا اظہار مقصود ہے۔ (کتاب حقوق اہل الذمتہ ج۲' ص ۶۶۱)

(۴) امام نوویؒ لکھتے ہیں: "جزیرہ کے عیسائی ذمیوں نے یہ شرط بھی تسلیم کر لی تھی کہ ہم اپنی دونوں عیدوں شعانین اور بعوث کو نہیں نکلیں گے۔" (شرح المذہب ج۱۹' ص۔ ۴۱۰)

اللہ تعالیٰ قرآن' دین اسلام اور رسول ﷺ کی گستاخی نہیں کریں گے

جزیرہ کے نصاریٰ نے اپنے عہد ذمہ میں پابندی بھی قبول کی تھی کہ وہ اللہ تعالیٰ' قرآن مجید' دین اسلام اور رسول اللہ ﷺ کے حق میں کوئی گستاخی یا توہین آمیز کلمہ اور استخفاف پر مبنی کوئی بات نہیں کریں گے ورنہ ہمارے حقوق از خود ختم متصور ہوں

گے اور ہم سزا کے مستوجب ہوں گے۔

(۱) امام ابوالحسن الماوردی لکھتے ہیں: کہ "وہ چھ شرطیں جن کی پابندی ہر ایک ذمی شخص خواہ وہ کوئی بھی غیر مسلم ہو' پر واجب ہے۔ ان میں پہلی شرط یہ ہے کہ وہ قرآن مجید پر طعن نہیں کرے گا نہ اس میں تحریف کا دعوی' دوسری شرط یہ ہے کہ وہ محمد رسول اللہ ﷺ کی تکذیب نہیں کرے گا اور نہ آپ ؐ کے حق میں توہین آمیز بات کرے گا اور تیسری شرط یہ کہ وہ دین اسلام کی مذمت نہیں کرے گا اور نہ اس میں مین میکھ نکالے گا۔" (الاحکام السلطانیہ ص ۱۴۵)

مرزائی قرآن میں تحریف کا دعوی تو نہیں کرتے' لیکن اس میں تحریف کا ارتکاب کرتے ہیں کہ وہ خاتم النبیین کی ایسی توجیہ و تاویل کرتے ہیں جو قرآن مجید کی بیسیوں نصوص و آیات اور اسی طرح احادیث رسول ؐ' اقوال صحابہ ؓ اور اجماع امت کے سراسر خلاف ہے' اس سے بڑی تحریف اور کیا ہو سکتی ہے؟ اور اسی طرح وہ رسول اللہ ﷺ کی توہین کے مرتکب ہیں کہ آپ کا ایک وصف اور شرف خاتم النبیین ہونا ہے اور قادیانی آپ کے اس وصف کا اپنے عقیدہ اور عمل کے ساتھ انکار کر رہے ہیں' اور اس انکار کی نشر و اشاعت میں ان کا مالدار پریس شبانہ روز سرگرم عمل ہے اور اجرائے نبوت کے مزعومہ عقیدہ کے اثبات کے لیے لٹریچر چھاپ کر پاکستان کے بے علم اور سادہ لوح مسلمانوں کو خصوصاً اور دنیا بھر کے نئے مسلمانوں ہونے والوں کو عموماً گمراہ کرنے پر تلا ہوا ہے۔ مگر تعجب ہے' پاکستان کی حکومت رواداری اور مداہنت سے کام لے رہی ہے۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اسلامی ملک میں غیر مسلم اقلیتوں کو اپنے باطل مذاہب کی تبلیغ کی اجازت ہے؟۔

کیا غیر مسلم اقلیتوں کو اپنے مذاہب باطلہ کی تبلیغ کی اجازت ہے؟

تو سوال کا جواب یہ ہے کہ اسلامی ملک میں کسی بھی غیر مسلم ذمی رعیت اور اقلیت کو اپنے مذہب اور عقیدہ کی پابندی کرنے کی تو اسلام اجازت دیتا ہے مگر اس کی تبلیغ اور اشاعت کی اجازت ہرگز نہیں دیتا۔

(۱) امام ابو الحسن الماوردیؒ رقم فرماتے ہیں: "ذمیوں پر تیسری شرط جس کی پابندی ان پر لازم ہے' یہ ہے کہ وہ اپنے ناقوس کی آوازیں مسلمانوں کو نہیں سنائیں گے' اور نہ باآواز بلند اپنی کسی کتاب کی تلاوت کریں گے' اور نہ حضرت عزیر اور حضرت مسیح علیہ السلام کے بارے میں اپنے عقیدہ کا برملا اظہار کریں گے۔ اور چوتھی شرط لازم یہ ہے کہ وہ اعلانیہ طور پر نہ شراب پئیں گے' اور نہ بازاروں میں صلیب لٹکا کر نکلیں گے' اور نہ بازاروں میں خنزیروں کو لے کر آئیں گے' اور پانچویں لازمی شرط یہ بھی ہے کہ اپنے مردوں کو چپکے سے دفن کریں گے اور ان پر نہ تو آواز کے ساتھ داویلا کریں گے اور نہ نوحہ۔" (الاحکام السلطانیہ ص ۱۴۵)

(۲) امام محی الدین یحییٰ بن شرف النوویؒ وضاحت فرماتے ہیں: "ذمیوں کو بازاروں میں شراب اور خنزیر کی خرید و فروخت کا حق نہ ہو گا' ناقوس بجانے' تورات اور انجیل کی اعلانیہ تلاوت کرنے اور صلیب پہن کر بازاروں میں چلنے کا حق نہ ہو گا' نہ وہ اپنی عیدیں پڑھنے کے لیے کھلے میدان یا کسی گراؤنڈ میں جا سکیں گے اور نہ اپنے مردوں پر بلند آواز سے نوحہ کر سکیں گے۔ جیسا کہ حضرت عبدالرحمٰن بن غنمؒ نے حضرت عمر فاروق اعظمؓ کے اس معاہدہ کے مندرجات کا حوالہ دیا ہے جو آپ نے شام کے نصاریٰ کے ساتھ کیا تھا۔ ان میں ان تمام پابندیوں کی تفصیل موجود ہے۔ (شرح المہذب ج ۱۹' ص ۴۱۲)

(۳) حضرت امام ابن کثیرؒ تصریح فرماتے ہیں: (۱) "ہم اپنے گرجوں کے فلک بوس میناروں پر صلیب بلند نہیں کریں گے۔ (۲) ہم اپنی صلیبوں اور کتابوں کو مسلمانوں کے راستوں اور منڈیوں میں نہیں لائیں گے یعنی ان کے سرعام سٹال نہیں لگائیں گے۔ (۳) ہم اپنے گرجوں کے اندر بھی اونچی آواز سے ناقوس نہ بجائیں گے۔ (۴) ہم اپنے گرجوں کے اندر بھی اونچی آواز سے اپنی کتاب کی قرات نہ کریں گے۔ (۵) اپنی عیدیں (شعانین اور بعوث) پڑھنے کے لیے کسی کھلے گراؤنڈ میں نہ نکلیں گے۔ (۶) ہم اپنے مردوں پر بلند آواز سے نہ روئیں گے اور نہ اپنے مردوں کے ساتھ آگ لے کر چلیں گے۔ (۷) اپنے مردوں کو مسلمانوں کے قبرستان کے قریب دفن نہیں کریں گے۔ اگر ہم ان تمام شرائط کو جن کو ہم نے از خود اپنے لیے تجویز کیا ہے ان میں سے کسی ایک

شرط کی خلاف ورزی کریں گے ' تو عہد ذمہ ختم ہو گا اور مسلمانوں کو ہمارے مستقبل کا فیصلہ کرنے کا حق حاصل ہو گا۔ جس طرح ان باغی کافروں کے مستقبل کا فیصلہ کرنے کا اختیار حاصل ہے۔" (تفسیر ابن کثیر ج ۲ ' ص ۳۴۸)

(۴) امام ابن القیم رقم فرماتے ہیں: "ذمیوں نے حسب ذیل شرطیں قبول کرتے ہوئے ان پر دستخط کئے کہ (۱) ہم اپنے گرجاؤں میں باآواز بلند ناقوس نہ بجائیں گے۔ (۲) ان کے اوپر اونچی کر کے صلیب کھڑی نہیں کریں گے۔ (۳) ہم اپنے گرجاؤں کے اندر بھی بلند آواز کے ساتھ دعا نہ مانگیں گے۔ (۴) نہ ان کے اندر اونچی آواز کے ساتھ اپنی کتاب پڑھیں گے۔ (۵) مسلمانوں کے بازاروں میں صلیب نہیں نکالیں گے۔ (۶) عید کے لیے کھلے میدان میں نہیں جائیں گے ' جیسے مسلمان اپنی عید الاضحیٰ اور عید الفطر کی ادائیگی کے لیے کھلے گراؤنڈ میں جاتے ہیں۔ (۷) کھلے عام شرک نہیں کریں گے۔ (۸) ہم اپنے دین کی کسی کو ترغیب نہ دیں گے۔ (۹) اور نہ کسی کو اپنے دین کی دعوت دیں گے۔" (کتاب حقوق اہل الذمۃ ج ۲ ' ص ۶۵۹ ۔ ۶۶۰)

ان تصریحات کا خلاصہ یہ ہے کہ از روئے اسلام مسلم ممالک کے ذمیوں اور اقلیتوں کو اپنے باطل مذاہب کی تبلیغ و اشاعت کی ہرگز اجازت نہیں ' نہ تقریر میں اور نہ تحریر میں اور نہ مناظروں کے ذریعہ سے اور نہ مناقشوں کے ساتھ ' غرض یہ کہ وہ اپنے مذہب کی کسی طرح اور کسی بھی انداز میں تبلیغ نہیں کر سکتے۔ اگر کوئی مسلمان حکمران کسی وجہ سے اس کی اجازت دیتا ہے تو یہ اجازت کالعدم اور شرعاً مجرم ہو گا ' کیونکہ اس میں اسلام کی حقانیت کو بٹہ لگتا ہے۔ اللہ تعالیٰ رسول اللہ ﷺ اور کتاب اللہ ' قرآن مجید کی تکذیب لازم آتی ہے اور اسلام کی توہین اور سبکی ہوتی ہے۔

جب یہود و نصاریٰ کو مسلم ملک میں اپنے مذہب کی تبلیغ و اشاعت ' اپنے لٹریچر کو سرعام بازار میں لانے ' صلیب لٹکا کر چلنے ' گرجا کے منارے پر صلیب گاڑنے اور گرجا کے اندر بلند آواز سے دعا کرنے اور انجیل پڑھنے کی اجازت اور از سرنو گرجا تعمیر کرنے یا گرے ہوئے گرجا کی مرمت کرنے کی اجازت نہیں اور ان کو اپنے تہوار کھلے گراؤنڈ میں منانے کی اجازت نہیں ' حالانکہ وہ اہل کتاب ہیں یعنی کسی وقت وہ سچے دین و مذہب پر رہ چکے ہیں تو پھر سلطنت خداداد پاکستان میں قادیانیوں کو جو مرتدین کی اولاد اور شرعاً اور قانوناً خارج از اسلام اور

کافر ہیں' کو اپنے عبادت خانے تعمیر کرنے اور ان کو مساجد کے نام سے موسوم کرنے اور بلانے کی اجازت کیوں کر ہو سکتی ہے؟ ان کو پاکستان میں ایک کذاب اور مفتری علی اللہ (مرزا غلام احمد قادیانی) کے باطل نظریات اور ہذیانات کی کھلے عام نشرو اشاعت اور تبلیغ و دعوت کی اجازت اسلام سے بغاوت اور رسول اللہ ﷺ کی سراسر توہین ہے۔ نہ جانے پاکستان کے مسلمانوں کی غیرت کہاں سو چکی ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

ذمی لوگوں کو مسلمانوں کے ناموں جیسے نام رکھنے کی اجازت نہیں

ذمی لوگوں کو مسلم ملک میں نہ صرف اپنے دین اور مذہب کی تبلیغ و ترویج کی اجازت نہیں' بلکہ ان کو مسلمانوں کے ناموں پر اپنے نام رکھنے حتیٰ کہ مسلمانوں کا سا لباس پہننے کی اجازت نہیں تاکہ اسلامی تشخص کچلا نہ جائے۔ جیسا کہ اسلامی دفاتر میں اس کی وضاحت و صراحت موجود ہے۔

امام ابن کثیرؒ تصریح فرماتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"شام کے نصاریٰ نے یہ شرطیں بھی قبول کی تھیں۔ (۱) ہم اپنے بچوں کو قرآن نہیں پڑھائیں گے۔ (۲) ہم اپنے شرکیہ کام کھلم کھلا نہیں کریں گے۔ (۳) اور نہ اپنے شرک کی دعوت دیں گے۔ (۴) ہم اپنے کسی قرابت دار کو اسلام قبول کرنے سے منع نہیں کریں گے۔ (۵) ہم مسلمانوں جیسا لباس بھی نہیں پہنیں گے' نہ مسلمانوں کی ٹوپی جیسی ٹوپی' یا عمامہ جیسا عمامہ اور نہ جوتے جیسے جوتے۔ (۶) نہ ہم سر کے بالوں کی سیدھی مانگ نکالیں گے۔ (۷) نہ ان کی زبان بولیں گے۔ (۸) نہ ان کی کنیتوں جیسی کنیت رکھیں گے۔ (۹) اور نہ اپنی سواریوں پر زین سجائیں گے۔ (۱۰) اور نہ تلوار لٹکائیں گے (یاد رہے تلوار اس زمانے میں مسلمانوں کا علامتی ہتھیار اور شعار (شناختی نشان) سمجھا جاتا تھا۔ (۱۱) اور نہ ہم اپنے گھروں میں اسلحہ رکھیں گے۔ (۱۲) اور نہ کسی قسم کا اسلحہ اٹھا کر چلیں گے۔ (۱۳) اور نہ اپنی انگلیوں میں عربی زبان میں کچھ نقش کریں گے اور آخر میں یہ بھی لکھا ہے کہ اگر ہم ان جملہ شرائط میں سے کسی ایک شرط کی خلاف ورزی کریں گے تو مستوجب سزا ہوں گے۔" (تفسیر ابن کثیر ج ۲' ص ۳۴۷-۳۴۸)

امام ماوردیؒ یہ بھی لکھتے ہیں۔

"پانچویں شرط لازمی یہ بھی ہے کہ ذمی لوگ اور کوئی اقلیت کسی مسلمان کو اس کے دین کے معاملہ میں کسی آزمائش اور فتنہ میں مبتلا کرنے کی ہرگز مجاز نہ ہوگی' نہ دھونس کی صورت میں' نہ مال کی تحریص کے ساتھ' نہ رشتہ کی ترغیب کے ساتھ اور نہ کسی قسم کے لالچ کے ساتھ' اگر وہ ایسا کرے گی تو قانون حرکت میں آکر اس کو کیفر کردار تک پہنچا کر رہے گا۔" (الاحکام السلطانیہ ص ۱۴۵)

خلاصتہ الرام یہ کہ کسی غیر مسلم عیسائی' یہودی' مجوسی' صابی' ہندو' سکھ' پارسی' بہائی' بابی' قادیانی' لاہوری' اور ربوی مرزائیوں کو شعائر اسلامی یعنی کلمہ' توحید' رسول' قبلہ' صلوٰۃ' درود' مسجد' قربانی' عید وغیرہ مقدس اصطلاحوں کو استعمال کرنے کی از روئے شرع اسلام قطعاً اجازت نہیں اور نہ ان مذکورہ باطل گروہوں اور خارج از اسلام فرقوں کو اپنے باطل عقائد و افکار اور اعمال اور رسومات کا برملا پرچار کرنے کی اجازت ہے اور نہ ان کو اپنے ان باطل اور خلاف اسلام عقائد و افکار اور اعمال و رسومات کی نشر و ترویج اور دعوت اور تبلیغ کی اجازت ہے اور مسلمان حکمران اور مسلم اکثریت پر شرعاً واجب ہے کہ وہ اپنے ملک میں بسنے والی غیر مسلم اقلیتوں کو ان شرائط کا پابند بنائے کہ یہ مسلمانوں کا شرعی فریضہ ہے۔ تفصیل آپ کے سامنے ہے۔ ھذا ما عندی واللہ تعالی اعلم بالصواب۔